ماہنامہ

چاریارِ مصطفیٰ

راولپنڈی
اسلام آباد

اپریل 2013

علماء اہلسنت کی شہادت کے خلاف

ملک بھر میں احتجاج

ابوبکر صدیق
عمر فاروق
عثمان ذوالنورین
علی المرتضیٰ

اہلسنت کی تاریخ کربلا سے شروع ہوتی ہے

حجۃ الاسلام

پیر سید محمد عرفان مشہدی

کامران، چارسدہ میں خطاب

اپریل 2013

ماہنامہ چاریارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

راولپنڈی / اسلام آباد

ترسیل زر خط و کتابت مرکزی دفتر: مکان نمبر 546، گلی نمبر 14، خیابانِ اقبال، سیکٹر 1، بنگش کالونی پیرودھائی راولپنڈی / رابطہ آفس مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

E-mail: charyar.e.mostafa@gmail.com, www.charyar.e.mostafa.net, Mobile: 0301-5446963

سلطانُ المشائخ محبوبِ الٰہی

خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ محمد ضیاء الحق (گولڈ میڈلسٹ)

ولادت اور نام ونسب:

چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے بانی سلطان المشائخ امام المحبوبین تاج المقربین محبوب الٰہی حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 19 اکتوبر 1238ء (27 صفر 636ھ) کو بدایوں (اتر پردیش) میں ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نانا حضرت خواجہ سید عرب بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرکزِ علوم وفنون و سرچشمۂ عرفان بخارا سے ہندوستان تشریف لائے تھے اور کچھ عرصہ لاہور میں گزار کر مسکنِ علم وحکمت بدایوں میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ سید احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بدایوں کے قاضی تھے۔ آپ کی عمر مبارک ابھی صرف پانچ برس تھی کہ والدِ گرامی کا وصال ہو گیا۔

تحصیلِ علم:

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن بدایوں میں گزرا۔ چار سال چار ماہ چار دن کی عمر کو پہنچے تو مشائخ اہلِ سنت کی رسم کے مطابق آپ کی دینی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ بنیادی تعلیم بدایوں میں حاصل کرنے کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ دہلی منتقل ہو گئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا امین الدین محدث تبریزی، مولانا کمال الدین زاہد، مولانا علاؤ الدین اصولی اور خواجہ شمس الدین خوارزمی جیسے مشاہیر شامل ہیں۔ دورانِ تعلیم آپ کو آپ کے اساتذہ نے بحاث و محفل شکن جیسے خطابات سے نوازا جبکہ علم منطق میں آپ کی مہارت کو دیکھتے ہوئے آپ کے ہم جماعت طلباء آپ کو نظام الدین منطقی کہنے لگے تھے۔

بیعت وخلافت:

تقریباً بارہ سال کی عمر میں آپ نے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ سنا تو دل ان کی محبت سے لبریز ہو گیا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"مجھے نام حضرت کا سنتے ہی ایک خاص محبت سی ہو گئی۔ چنانچہ بعد ہر نماز کے جب تک دس بار یا شیخ فرید الدین اور یا مولانا فرید الدین نہ کہہ لیتا مجھے کل نہ پڑتی تھی اور یہ محبت اس درجہ بڑھی کہ یہ راز طشت از بام ہو گیا اور مجھے جب میرے احباب سوگند (قسم) دلانا چاہتے کہتے کہ سوگند شیخ فرید الدین کھاؤ۔" (فوائد الفرید: حضرت امیر علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ 258: منظور بک ڈپو دہلی: اردو ترجمہ علامہ شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ آتشِ عشق وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی۔ حضرت امیر علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان بایں الفاظ نقل کرتے ہیں:

"القصہ بعد چند روز کے میرا ارادہ دہلی جانے کا ہوا۔ اس سفر میں ایک بوڑھا شخص عوض نام میرے ساتھ تھا۔ راستہ میں جس جگہ درندہ جانوروں یا ڈاکوؤں کا خوف ہوتا وہ کہتا کہ اے پیر حاضر باش اے پیر در پناہ تو ایم میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے پیر کا کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ میرے مرشد کا نام شیخ فرید الدین قدس سرہ العزیز ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر (سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ بیامر سننا تازیانہ ایک اور تازیانہ ہوا کہ عشق حضرت کا دوچند ہو گیا اور اسی سفر میں ایک اور شخص مولانا حسین خنداں نام ہمراہ تھے وہ بھی بعنایت نیک و صالح تھے۔ الغرض دہلی پہنچے اور حسنِ اتفاق سے (شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی) شیخ نجیب الدین متوکل کے مکان کے پاس

ٹھہرے اور وہاں حضرت شیخ الاسلام کے حالات اور زیادہ معلوم ہوئے۔ مقصود اس حکایت سے یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے ایسے ہی اسباب کھڑے کر دیتا ہے۔"

(فوائد الفواد: 259)

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ بیس سال کی عمر میں 15 رجب 655ھ کو اجودھن (موجودہ نام پاکپتن شریف) حاضر ہو کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گئے۔ آٹھ ماہ تک مرشد کریم کی بارگاہ میں رہ کر منازل سلوک طے کیں اور مجاہدہ و ریاضت کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے۔ شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"پاکپتن پہنچ کر آپ نے شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھے، عوارف کے چھ باب کا درس لیا، تمہید ابوشکور سالمی اور بعض دیگر کتب بھی شیخ فرید الدین سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔" (اخبار الاخیار، شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ: 130، اکبر بک سیلرز لاہور، اردو ترجمہ مولانا سبحان محمود، مولانا محمد فاضل)

امیر و غریب، شاہ و گدا، عوام و خواص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے دامن سعادتوں سے معمور کرنے لگے۔ ہزاروں لوگ آپ کے لنگر سے روزانہ سیر ہو کر کھانا کھاتے مگر آپ خود بغیر سحری کے روزہ رکھتے اور چند لقموں سے افطاری کرتے۔ رات بھر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ منازل سلوک طے کر چکے تو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ خلافت عطا فرما کر آپ کو دہلی روانہ کر دیا۔ دہلی پہنچ کر آپ نے شہر کے مضافات میں بستی غیاث پور میں مسند رشد و ہدایت کو رونق بخشی جسے آج کل بستی نظام الدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امیر و غریب، شاہ و گدا، عوام و خواص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے دامن سعادتوں سے معمور کرنے لگے۔ ہزاروں لوگ آپ کے لنگر سے روزانہ سیر ہو کر کھانا کھاتے مگر آپ خود بغیر سحری کے روزہ رکھتے اور چند لقموں سے افطاری کرتے۔ رات بھر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ خدام سحری میں کھانا پیش کرتے تو اس خیال سے نہ کھاتے کہ نہ جانے اس وقت کتنے لوگ بھوکے سو رہے ہوں۔ خلق خدا کی دردمندی کی ایسی مثال تاریخ کہاں سے لائے گی۔

آپ ہر سال رمضان المبارک کی سعید ساعتیں اپنے مرشد کریم کی فیض بخش صحبت میں گزارنے کے لیے پاکپتن شریف حاضری دیتے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"میں تین مرتبہ بحالت حیات حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ہر سال ایک مرتبہ جاتا تھا اور آپ کے انتقال کے بعد سات مرتبہ گیا ہوں یا شاید چھ بار، اچھی طرح یاد نہیں لیکن گمان غالب ہے کہ سات مرتبہ گیا ہوں اور مجھے یہی خیال ہے کہ کل حالت حیات و ممات حضرت شیخ الاسلام میں دس مرتبہ پاکپتن گیا ہوں۔"

(فوائد الفواد: 113)

احترام مرشد:

مرشد کا ادب اور عشق سیکھنا ہو تو کوئی حضرت خواجہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے۔ حضرت حسن علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"اس کے بعد گفتگو نگہداشت فرمان پیر کے بارے میں ہوئی آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک میں ایک دعا لکھی ہوئی تھی۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ کوئی شخص ہے جو اس دعا کو یاد کرے مجھے خیال آیا کہ مقصود حضرت کا میری ذات سے ہے کہ میں اسے یاد کروں چنانچہ میں نے سلام کیا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو یہ بندہ یاد کرے۔ آپ نے از راہ نوازش مجھے وہ دعا عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یاد کر لو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں ایک مرتبہ آپ کے سامنے پڑھ کر صحیح کر لوں۔ آپ نے اجازت بخشی میں نے پڑھنا شروع کیا ایک جگہ اعراب کی اصلاح فرمائی کہ اس طرح پڑھو میں نے سر تسلیم خم کیا اور جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح پڑھا اگرچہ جس طرح میں نے پڑھا تھا وہ بھی بامعنی تھا۔ القصہ وہ دعا اسی وقت یاد ہو گئی میں نے عرض کیا کہ دعا مجھے یاد ہو گئی ہے اگر حکم ہو سنا دوں آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے دعا پڑھی اور وہ اعراب اسی طرح پڑھا جیسا کہ شیخ نے تصحیح فرمایا تھا۔ جب میں مجلس شریف سے باہر آیا مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تحسین فرمائی۔ میں نے کہا کہ اگر سیبویہ جو واضع اس فن کا ہے مجھے کہے کہ یہ

اعراب اس طور پر ہے میں اسے کبھی نہ مانوں گا اور اسی طرح پڑھوں گا جیسا کہ شیخ نے فرمایا۔ مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ جس قدر ادبِ حضرت کا تم ملحوظ رکھتے ہو ہم سے نہیں ہوسکا۔" (فوائد الفواد 88)

مشہور خلفاء:

مریدین و متوسلین کی علمی و روحانی تربیت کے ذریعے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانوں کی کردار سازی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد چھ سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے چند اہم نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ
(۴) حضرت امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ
(۵) حضرت شیخ کمال الدین یعقوب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان بھر کے مختلف علاقوں میں اہلِ اسلام کی تربیت و کردار سازی اور غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے متعین کیا۔

ریاضات و مجاہدات:

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مرشدِ کریم نے دہلی جا کر مجاہدانہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"شیخ کے اس فرمان سے مجھے ایسا ذوق شوق حاصل ہوا کہ میں آپ سے پوچھنا بھول گیا کہ کون سا مجاہدہ اختیار کروں۔ لیکن بعد کو جب یاروں سے پوچھا اور مشورہ کیا تو انہوں نے صائم الدہر ہونے کا ارشاد کیا چنانچہ میں نے ہمیشہ روزہ سے رہنا اختیار کرلیا۔" (سیر الاولیاء: سید محمد بن مبارک کرمانی "میر خورد" رحمۃ اللہ علیہ:190: مشتاق بک کارنر لاہور: اردو ترجمہ غلام احمد بریاں)

حضرت میر خورد بیان کرتے ہیں کہ:

"جناب سلطان المشائخ نے جوانی کے زمانہ میں کامل تیس سال تک نہایت سخت اور جگر خراش مجاہدے کیے ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک شمہ اس کتاب میں بطریق اختصار بیان کیا جائے گا۔ اور آخر عمر کے تیس سال جن مجاہدوں میں آپ نے بسر کیے ہیں وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت اور کٹھن تھے۔ باوجودیکہ دنیاوی جاہ و جلال آپ کے خدام کے پیروں میں روندا جاتا اور ہر طرف سے تحائف اور ہدایا برابر چلے آتے تھے لیکن آپ کا قانع نفس کبھی ان کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تھا۔ اور آپ دنیاوی اقبال و ثروت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی ذات فرشتہ صفات پر ہمیشہ سخت سخت مجاہدوں کا بار رکھا اور دنیا داروں سے متنفر رہے۔" (سیر الاولیاء:203)

سلاطینِ دہلی نے بارہا آپ کو مال و دولت، جاگیر اور اعلیٰ سرکاری مناصب کی پیشکش کی مگر آپ نے دولتِ دنیا اور بادشاہوں کے درباروں سے پرہیز ہی مناسب سمجھا اور خلوت و گوشہ نشینی کی راہ اختیار کی مگر اس گوشہ نشینی کے باوجود خلقِ خدا کی دستگیری و مشکل کشائی، ذہنی و فکری رہنمائی اور روحانی تربیت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ خلقِ خدا کی خدمت اور تالیفِ قلوب کی نسبت آپ کا ارشاد ہے کہ:

"قیامت کے بازار میں تالیفِ قلوب اور مسلمانوں کے دلوں کو راحت و آسائش پہنچانے کے مقابلہ میں کوئی اسباب مروج اور قیمتی نہ ہوگا۔" (سیر الاولیاء:209)

مبارک شاہ خلجی کا انجام:

حضرت سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مقدسہ کے دوران مختلف خاندانوں کے تیرہ سلاطین تختِ دہلی پر براجمان ہوئے۔ جب آپ دہلی میں قیام پذیر ہوئے تو عوام و خواص کے مرجع بن گئے۔ تمام سلاطین آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ بے حد محبت رکھنے والے تھے۔ البتہ آخری خلجی سلطان (قطب الدین مبارک شاہ) بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ ہوا کچھ یوں کہ ہر ہفتے اس کا دربار لگتا تھا جس میں دہلی کے سارے عمائدین اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ جمادی الاول 720ھ (جون 1320ء) میں ایک درباری نے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت کی

سلاطینِ دہلی نے بارہا آپ کو مال و دولت، جاگیر اور اعلیٰ سرکاری مناصب کی پیشکش کی مگر آپ نے دولتِ دنیا اور بادشاہوں کے درباروں سے پرہیز ہی مناسب سمجھا اور خلوت و گوشہ نشینی کی راہ اختیار کی مگر اس گوشہ نشینی کے باوجود خلقِ خدا کی دستگیری و مشکل کشائی، ذہنی و فکری رہنمائی اور روحانی تربیت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے

کہ آپ کبھی اس دربار میں حاضر نہیں ہوئے۔ چنانچہ قطب الدین مبارک نے حکم جاری کیا کہ اگر اگلے ہفتے آپ دربار میں حاضری نہ دیں تو آپ کو سزائے موت دے دی جائے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خبر آپ تک پہنچائی مگر آپ نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ دربار سے ایک رات پہلے آپ نے اپنے تمام پریشان حال متعلقین کو ہدایت کی کہ اپنے گھروں میں سکون سے جا کر سوئیں اور کسی قسم کا اندیشہ دل میں نہ لائیں۔ اگلی صبح سب لوگ پریشانی میں ڈوبے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے مگر آپ نہایت پرسکون نظر آئے۔ کچھ ہی دیر کے بعد اطلاع ملی کہ شاہی محل میں بغاوت کے نتیجے میں بادشاہ کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے۔

وصال:

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"منقول ہے کہ محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے موت سے چالیس دن پہلے کھانا ترک فرما دیا تھا اور آخری وقت جب اس دنیا سے جا رہے تھے تو پوچھنے لگے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس پر لوگ جواب دیتے کہ جی ہاں آپ نماز ادا فرما چکے ہیں۔ تو ارشاد فرماتے کہ میں دوبارہ پھر پڑھتا ہوں غرضیکہ ہر نماز کو تکرار سے پڑھتے۔" (اخبار الاخیار:137)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے 18 ربیع الثانی 725ھ بمطابق 3 اپریل 1325 کو دہلی میں وصال فرمایا۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو جب قبر میں اتارا گیا تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھا دیا گیا اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔"

(اخبار الاخیار:140)

"سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو جب قبر میں اتارا گیا تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھا دیا گیا اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بمطابق وصیت ایک کھلے میدان میں آپ کی قبر بنائی گئی۔ بعد ازاں سلطان محمد بن تغلق نے آپ کا مزار تعمیر کروایا۔ نماز جنازہ کی امامت کے بعد حضرت شیخ الاسلام رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"آج مجھے تحقیق ہوا کہ عرصہ چار سال سے جو مجھے شہر دہلی میں رہنے کا حکم ہوا اس سے صرف یہی مقصود تھا کہ سلطان المشائخ کی نماز جنازہ کی امامت کے شرف سے مشرف ہوں۔"

(سیر الاولیاء:244)

افکار سلطان المشائخ

اولیاء امت کے افکار اور ان کا کردار ہمارے لیے دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کا ضامن ہے۔ آج فکری بے راہ روی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی صرف ایک صورت ہے کہ اللہ کے مقرب بندوں کی حیات و تعلیمات کے نور سے اپنے فکر و عمل کو منور کر لیا جائے۔ درج ذیل سطور میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کے گلستاں سے چند پھول چن کر قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ عوام اہل سنت کو چاہیے کہ ان امور میں روافض و خوارج کی ریشہ دوانیوں سے باخبر رہیں اور راہ حق پر استقامت اختیار کریں:

☆ افضلیتِ انبیاء (علیہم السلام):

"اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بعض علماء اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں کہ اولیاء ہمیشہ مشغول بحق رہتے ہیں اور انبیاء اکثر مشغول بخلق۔ لیکن یہ خیال ان کا باطل ہے۔ انبیاء اولیاء سے زیادہ صاحب فضل و بلند مرتبہ ہیں، ان کا ایک وقت مشغولی اولیاء کی تمام مشغولی سے زیادہ بلند پایہ رکھتا ہے۔" (فوائد الفواد:223)

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیارات اور علم غیب:

''جملہ پیغمبران علیہ السلام کو وقتِ انتقال اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر مرضی ہو نقل فرمایئے یا کچھ دن اور دنیا میں رہیے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتِ ارتحال قریب ہوا اور وقتِ موعود آیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت موجود تھیں آپ نے دل میں خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اس امر میں ہوگی کہ چند روز اور دنیا میں رہیں۔ یہ خیال کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرہ پر واقف ہو کر فرمایا مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنی ہمراہ انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین کے رہنا چاہتا ہوں۔'' (فوائد الفواد:110)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب اور خلفاء ثلاثہ کا مقام رفیع:

''ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ ایک باغ میں وارد ہوئے اور کنویں کی منڈیر پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم دیا کہ کسی کو بلا اذن اندر نہ آنے دینا۔ جب ابو موسیٰ اشعری دروازہ پر آئے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اندر جانا چاہا۔ آپ نے فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا اور اندر جا کر طالبِ اجازت ہوئے۔ پیغمبر خدا نے اجازت دی کہ بلالو اور بشارت دو کہ تم بخشے ہوئے ہو۔ القصہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کنویں کی منڈیر پر پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی جانب بیٹھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسی طرح بعد عرض و معروض آکر آپ کی بائیں جانب بیٹھے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی اجازت و بشارت پانے کے بعد آپ کے مقابل کنویں کی اس جانب بیٹھے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح آج ہم یکجا ہیں اسی طرح ہمارا انتقال ہوگا اور اسی طرح زیر زمین بھی رہیں گے۔'' (فوائد الفواد:314)

☆ معراج جسمانی:

''اس کے بعد ذکرِ شبِ معراج ہوا۔ ایک عزیز حاضر تھا اس نے عرض کیا کہ معراج کس طرح ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مکے سے بیت المقدس تک اسراء تھا اور بیت المقدس سے فلکِ اول تک معراج تھی اور فلکِ اول سے مقام قاب قوسین تک اعراج تھا۔ یہ سن کر اس عزیز نے زیادہ دریافت کرنا چاہا اور بیان کیا کہ جسم اور روح کو آپ کی ایک ہی وقت معراج ہوئی تھی یہ قیاس اور عقل کے خلاف ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ فظن خیرا ولا تسئل عن الخبر یعنی گمان نیک رکھو اور تحقیقِ حال کا فکر نہ کرو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سب پر ایمان رکھنا چاہیے اور تحقیق و تفتیش میں غلو نہ کرنا چاہیے۔''

(فوائد الفواد:330)

☆ شانِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

''اس وقت بندہ نے دوبارہ عرض کیا کہ دربارۂ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مسلمان تھے مکرم اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔ آنحضرت کے خسر پورہ (برادر نسبتی) ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جن کا نام ام المومنین ام حبیبہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف زوجیت سے مشرف تھیں۔''

(فوائد الفواد:293)

☆ تلقین صبر اور رد ماتم:

''سعادتِ قدم بوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو صبر جمیل کے بارے میں ہو رہی تھی یعنی خلق کو وفات اعزہ پر جس قدر ممکن ہو صبر سے کام لینا چاہیے۔ یہ کام بہت خوب ہے برخلاف اس کے کہ رونا پیٹنا کریں، دامن پھاڑیں اور مردے کا نام لے کر بین کریں۔ یہ باتیں نہایت واہیات ہیں، ان سے گناہ لکھے جاتے ہیں۔'' (فوائد الفواد:83)

☆ سماع میں مزامیر کی ممانعت:

''اس وقت ایک شخص نے آکر یہ حکایت بیان کی کہ آپ کے چند مرید فلاں موضع میں گئے اور وہاں مجلس سماع قائم کی جس میں مزامیر بھی تھا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس امر کو ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو منع کر دیا کہ مزامیر اور دیگر محرمات سماع کے درمیان بالکل نہ ہونا چاہیے۔ انہوں نے جو کیا ہے اچھا نہیں اور در باب حرمتِ مزامیر بہت غلو فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر امام نماز میں ہو اور مقتدیوں میں عورتوں کی صف بھی ہو اور امام سے سہو ہو جائے، پس مقتدی مرد کو لازم

6

ہے کہ سبحان اللہ کہے کہ امام اپنی غلطی معلوم کر لے، اور وہ غلطی اگر کسی عورت کو معلوم ہو جائے وہ زبان سے سبحان اللہ نہ کہے اور نہ دستک دے بلکہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر داہنا ہاتھ الٹا مارے کہ آواز ہو اور تالی نہ بجے کہ تالی بجانا بھی لہو ہے۔ جب یہاں تک منع کیا گیا ہے پس مزامیر و دیگر محرمات سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہیے۔"

(فوائد الفواد:189)

"ایک مرتبہ فرمایا کہ سماع نہ مطلقاً جائز ہے نہ مطلقاً ناجائز و حرام ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا حضرت سماع کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جیسے سننے والے ہوں کہ سماع تو ایک خوش اور بہترین آواز کے سننے کا نام ہے اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا، البتہ وہ سماع جس میں مزامیر اور باجے وغیرہ ہوں وہ سب کے نزدیک مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔"

(اخبار الاخیار:138)

"اس کے بعد سماع کے بارہ میں یہ فائدہ بیان فرمایا کہ چند چیزیں موجود ہونی چاہئیں اس وقت سماع سننا روا ہے: مسمع، مسموع اور مستمع اور چوتھی شے آلۂ السماع ہے۔ اس کے بعد اس کی شرح بیان فرمائی کہ مسمع کے معنی گوینده کے ہیں لازم ہے کہ گانے والا مرد ہو لڑکا بے ریشا یا عورت نہ ہو اور مسموع وہ غزل یا چیز ہے جو سنی جائے، ہزل (بے ہودہ) اور فحش (منحوس) کے ذیل سے نہ ہونی چاہیے اور مستمع یعنی سننے والے کو چاہیے کہ وہ یاد حق میں مملو ہو اور آلۂ السماع چنگ وغیرہ مجلس میں نہ ہونا چاہیے۔ ایسا سماع حلال ہے اور اس حدیث السماع مباح لمن کان قلبه حی و نفسه میت کے یہی معنی ہیں۔"

(فوائد الفواد:378)

☆ مرشد شریعت و طریقت کا عالم ہو:

"جس بات کی نسبت پیر کا ارشاد ہو مرید کو وہی بات کرنی چاہیے۔ لیکن پیر ایسا ہونا چاہیے کہ احکام شریعت اور طریقت سے بخوبی واقف ہو تا کہ مرید کو غیر شرعی بات کا حکم نہ فرمائے اور اگر پیر کسی ایسی چیز کا حکم کرے جس میں علماء کا اختلاف ہے تو مرید کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور رغبت کے کانوں سے سننا چاہیے کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اختلاف امتی رحمة یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور جب یہ ہے تو شیخ کسی نہ کسی مجتہد کے قول پر حکم کرتا ہے پس مرید کو اس کے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔"

لوگوں نے دریافت کیا حضرت سماع کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جیسے سننے والے ہوں کہ سماع تو ایک خوش اور بہترین آواز کے سننے کا نام ہے اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا، البتہ وہ سماع جس میں مزامیر اور باجے وغیرہ ہوں وہ سب کے نزدیک مطلقاً حرام و ناجائز ہے

قوانین

(سیر الاولیاء:462)

"اس کے بعد تذکرہ اس امر کا ہوا کہ اگر پیر کوئی امر نامشروع مرید کو ارشاد کرے وہ بھی بجالانا چاہیے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اول فرائض شیخ میں یہ امر ہے کہ پیر واقف جملہ شریعت و احکام طریقت و حقیقت ہو جبکہ وہ خود عالم ہوگا کسی طرح نامشروع حکم نہ دے گا یا وہ حکم مسئلہ مختلف فیہ کا ہوگا یعنی ارشاد نزدیک بعضے ائمہ مجتہدین جائز ہوگا اور بعضوں کے نزدیک ناجائز ہوگا۔ ایسے مسئلہ میں جو فرمان مرشد ہو اس کو بجالانا چاہیے۔"

(فوائد الفواد:256)

☆ ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلانا امہات المومنین و خلفاء اول رضی اللہ عنہم کی سنت:

"(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد) تو حرم محترم میں سے ہر دن ایک حرم نے زللہ کھانا دیا اور دسویں روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس قدر کھانا خیرات کیا کہ مدینہ کی تمام خلق کو پہنچا اور سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔"

(سیر الاولیاء:714)